السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حافظ نور محمد گزشتہ دنوں وفات پاگئے۔ باپ نہ ماں، بیوی نہ بچے، دو بھائی تھے جو عرصہ ہوا ان کی زندگی میں ہی وفات پاگئے۔ سلیمان اور عبدالرحمن دونوں علاتی بھائی تھے۔ عبدالرحمن کی ایک بچی تھی وفات پاگئی تھی اور وہ دو بچیاں چھوڑ گئی جو زندہ ہیں۔ سلیمان مرحوم کے تین بچے تھے۔ ایک لڑکی صفیہ موجود ایک لڑکا محمد افضل موجود ایک لڑکا فوت ہوگیا عزیز نامی اور اولاد چھوڑ گیا دو لڑکیاں اور ایک لڑکا۔ بڑا پیچیدہ وراثت کا مسئلہ ہے حل فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

وراثت کی شروط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ میت کی وراثت اس کے مرنے کے بعد صرف اس کے ان ورثاء میں تقسیم ہوگی جو اس کی موت کے وقت زندہ تھے اور جو اس کی زندگی میں ہی وفات پاگئے وراثت کے مستحق نہیں ہوں گے۔ مسئلہ مسئولہ میں نور محمد کی موت کے وقت اس کے عزیزوں میں سے صرف ایک بھتیجا محمد افضل اور ایک بھتیجی صفیہ بیگم اور ایک دوسرے بھتیجے عبدالرحمن کی دو ھتیاں اور تیسرے بھتیجے عزیز کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں زندہ ہیں۔ ان سب ورثاء میں سے ایک بھتیجا محمد افضل اور تیسرے بھتیجے کا لڑکا عصبہ ہیں۔ ان کے علاوہ بھتیجی صفیہ، عبدالرحمن کی دو دوھتیاں اور عزیز کی دو بیٹیاں ذوی الارحام سے ہیں (ذوی الارحام ان قریبی عزیزوں کو کہتے ہیں جو نہ اصحاب الفروض سے اور نہ عصبات میں سے ہوں) اصحاب الفروض اور عصبات کی موجودگی میں یہ میراث سے محروم ہوتے ہیں۔ (التحقیقات المرضیہ فی المباحث الفرضیہ ص ۲۶۰)

مذکورہ صورت میں ذوی الارحام کے علاوہ صرف عصبہ کے دو افراد موجود ہیں جو کہ درجہ میں مختلف ہیں۔ ۱) بھتیجا اور (۲) بھتیجے کا لڑکا ہے۔ تو وراثت صرف اسے ملے گی جو درجہ میں میت کے زیادہ قریب ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

((ألحقوا الفرائض بأہلہا فما بقی فہو لأولی رجل ذکر))

''میراث کے مقررہ حصے انہیں دو، جن کے وہ حصے ہیں جو باقی رہ جاتے ہیں وہ سب سے قریبی مرد کے لئے ہے۔'' (صحیح بخاری مع الفتح، ص ۱۲، ج ۱۲)

لہٰذا وراثت کا مستحق صرف محمد افضل ہوگا باقی سب محروم رہیں گے۔ ایک عام آدمی کے ذہن میں یہ اشکال آسکتا ہے کہ بہن اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ مع الغیر بن جاتی ہے اور بھائی کے حصہ میں سے نصف کی مستحق ٹھہرے گی اور صورت مسئولہ میں صفیہ محمد افضل کی بہن ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ بھائی اپنی بہن کو عصبہ بنا دیتا ہے۔ لیکن یہ صرف وہ بھائی جو میت کا عینی یا علاتی بھائی ہے اور صورتِ مذکورہ میں صفیہ اور محمد افضل میت کے بھتیجا اور بھتیجی ہیں۔ جیسا کہ اس قاعدہ کی تصریح ابو عبداللہ محمد بن علی الرجبی نے کی ہے فرماتے ہیں:

"ولیس ابن الأخ بمعصب من مثلہ أو فوقہ بالنسب"

''کہ بھائی کا بیٹا اپنی ہم درجہ اور اوپر والی مؤنث کو عصبہ نہیں بناتا۔'' (شرح الرجبیہ: ۹۳)

حافظ ابنِ حجر اور شوکانی نے فھو لاولیٰ رجلٍ کی تفسیر میں ابن التین کا قول نقل کیا ہے کہ اولی رجلٍ سے مراد کون ہے؟ فرماتے ہیں:

((إنما المراد بہ العمة مع العم و بنت الأخ مع ابن الأخ و بنت العم مع ابن العم وخرج من ذلک الأخ والأخت لأبوین اولأب فإنہم یرثون بنص قولہ تعالی (وإن کانوا إخوة رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الأنثیین)

''کہ چچا اور بھتیجا کا بیٹا یہ سب اپنی بہنوں کو عصبہ نہیں بناتا بلکہ ان کی بہنیں ذوی الارحام میں داخل ہیں لہٰذا وارث نہیں بنیں گی۔'' (فتح الباری ۱۲/۱۳، نیل الاوطا ۵۸/۶)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج 1

محدث فتویٰ